سوال

(26) مدرسین کو صدقہ وزکاۃ دینا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

گاؤں والے صدقہ زکوۃ عشر اورچرم قربانی جمع کرکے ایک یا دو مدرس رکھ کر گاؤں کے بچوں کو تعلیم دلاتے ہیں۔ کیا اس مدرسہ میں مالداروں کےبچے بھی تعلیم حاصل کرسکتے ہیں؟ اور کیا اس قسم کے مال کو مسجد میں لگایا جاسکتا ہے؟ یا اپنی ہی مسجد کےلئے منع کیاگیا ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نفلی صدقات وخیرات اور فریضہ عشر وزکوۃ اورچرم ہائے قربانی ان تینوں کا حکم ایک نہیں ہے۔ یہ معلوم ہے کہ قربانی اورہدی میں فرق ہے۔ بنا بریں قربانی کی کھال فقراء ومساکین کےلئے مخصوص نہیں ہوگی۔ قربانی کرنے والاخود بھی اس کواپنے مصرف میں لاسکتا ہے اوردوسرے کوہدیہ بھی کرسکتا ہے۔ اورمہدی الیہ وموہوب لہ اس کی اپنی ضرورت کے علاوہ تمام مصالح اوررفاہ عام کے کاموں میں صرف کرسکتا ہے اورطلبہ کے وظائف مدرسین کی تنخواہ اورمدرس کی تعمیر وترمیم بدرجہ اولی خرچ کرسکتا ہے۔ علامہ محب الدین الخطیب العواصم من القواصم کے مقدمہ ص26میں قاضی ابوبکر بن العربی مالکی قاضی اشبیلہ کے متعلق لکھتے ہیں :

کان ابن العربی اول من خطر علی بالہ الاستفادمن جلود الأضاحی فی المصالح المعامۃ فحض الناس علی ان یتبرعوا بجلود اضا حیھم لبناء ہذا السور (ای سواشبیلۃ) فکان فی ذلک موفقا الا ان اعداء ہ ومبغضی طریقتہ اثاروالعامۃ علیہ باسالیبھم الخبیثۃ الخ

نفلی صدقات وخیرات محض اختیاری ہوتے ہیں اورصرف فقراء ومساکین کودیئے جاتے ہیں اوراس کےدینے سے محض اخروی ثواب مقصود ہوتا ہے۔ کوئی دنیاوی منفعت مطلوب نہیں ہوتی۔ پس نفلی صدقہ کرنے والوں کواپنی خیرات کی رقم اپنےبچوں کی تعلم پریاامیر وغیریب کےبچوں کی تعلیم پریاغریب ملازم کی تنخواہ میں صرف کرنا صدقہ اورخیرات کے مفہوم اورموضوع شرعی کو مسخ کردینا ہے۔ فرض زکوۃ کامصرف قرآن میں موجود ہےجوعلماء اہل حدیث (فی سبیل اللہ) کومطلق وجود پر محمول کرتے ہیں وہ زکوۃ عشر کومدرس کی تنخواہ اور تعمیر مدرسہ ومسجد وغیرہ میں صرف کرنے کوجائز بتاتے ہیں اورجواس کوجہاد بالسیف پر محمول کرتے ہیں ان کے نزدیک اموال زکوۃ وعشر کاجہاداوراس کی ضروریات کے علاوہ دوسرے غیر منصوص وجود میں صرف کرناجائز نہیں وہذاہوالرجح عندی

بعض علماء اہل حدیث کاخیال ہے کہ زکوۃ وعشر کی رقم سے جس مدرس کومستقلاء غرباء کےبچوں کوتعلیم کےلئے تنخواہ دی جائے توزکوۃ دہندگان کےبچے تبعا اس مدرس سے تعلیم حاصل کرسکتے ہیں۔ ولایخفی مافیہ

ہر شخص پر اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت صحت ولباس کا انتظام ضروری ہے۔ جب عشر وزکوۃ بچوں کو کھلانا جائز نہیں۔ تو ان کی روحانی ودماغی غذا پر بھی صرف کرنا جائز نہ ہوگا۔

زکوۃ عشر نہ اپنی مسجد خرچ کرنا جائز ہے نہ دوسری مسجد پر۔ مسجد اوراس کی ضروریات زکوۃ کے مصرف میں داخل نہیں واللہ اعلم بالصواب

فتاوی علماء اہلحدیث

عالی جناب مکرمی مولانا شیخ الحدیث صاحب/مدظلہ العالی

السلام علیکم مزاج مبارک؟

ایک استفتاء بغرض جوباصواب معروض ہے:

(1)کسی ایسے مدرسہ میں جس میں دینی علوم کا رواج ہواس میں عصری علوم ہندی انگریزی یا صنعت وحرفت کے بعض کورس کا داخل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اورایسے دینی علم کے ساتھ دنیوی علوم انگریزی وغیرہ سیکھنے والے طالب علم پر عشر زکوۃ خرچ کرکے تعلیم دلانا جائز ہے یا نہیں؟

(2)ایک طالب علم ہمارے مدرسہ میں اس طرح داخل ہے کہ فارسی جماعت کے اسباق کا پابند ہے اورساتھ ہی انگریزی کے ایک قریبی ہائی اسکول میں انگریزی بھی مڈل... کورس کا نویں کلاس میں داخل ہے ذہین ہے دونوں تعلیم پر کنٹرول کرسکتا ہے یہ لڑکا قرآن شریف کا اردو وغیرہ کا ساتھ ساتھ اچھی تربیت وعلم سب میڈل تک پڑھ چکا تھا اب اس کے والد کو خیال ہوا کہ دینی فضا دینی تعلیم دینی ماحول کے اندر رکھ کر کچھ انگریزی بھی انٹرنس تک حاصل کرلے تو میں اسے داخل کرلیا ہے اگرہرا کے مولوی عبدالعظیم صاحب نے شرعا اس کو ناجائز بتلایا ہے مولانا عبدالغفور صاحب بسکوہری مولوی محمد زماں مولوی محب مولوی عبدالرحمن صاحب بجواوای اور میں بھی ایسی تعلیم کے جواز میں ہیں اور یہ لوگ بھی ایسے طالب علم داخلہ کو جائز اور شرعا درست بتلائے ہیں۔ آپ فتوی عنایت فرمائیں کہ ایسے دینی وعلوم کے ساتھ دنیوی علوم انگریزی تعلیم بھی حاصل کرنے والے طالب علم کا داخلہ مدرسہ میں جائز ہے یا ناجائز ہے؟ مدرسہ کا طعام قیام اس کے لئے حلال ہوگا یا حرام؟ والسلام۔ سائل

ج: (1)جو مدرسہ دینی علوم کی تعلیم وترویج کر غرض سے قائم کیا گیا ہو اوراس غرض کو مد نظر رکھتے ہوئے اس میں دینی علوم وفنون کی تعلیم واشاعت کا انتظام کیا گیا ہو ایسے مدرسہ میں ضمنی اورجزوی طور پر عصری علوم ہندی انگریزی صنعت وحرفت حساب جغرافیہ وغیرہ کے بعض کورس داخل کرنا جائز ہے بقدر ضرورت ہندی انگریزی وغیرہ زبانوں کا سیکھنا اوردوسرے دنیاوی جائز علوم وفنون حاصل کرنا بلاشبہ شرعا مباح ہے پس جب مدرسہ میں اصل مقصود دینی علوم کی ترویج واشاعت ہو اوراس کا حسب استطاعت انتظام ہو تو اس کے ساتھ اگر جزوی طور پر بعض علوم کو نصاب میں داخل کرکے اس کا انتظام کیا جائے تو شرعا اس میں کوئی قباحت نہیں۔

اورایسے مدرسہ میں دینی علوم کی تحصیل کے ساتھ دنیوی علوم انگریزی وغیرہ پڑھنے والے طالب العلم پر عشر اورزکوۃ وصدقہ الفطر خرچ کرنا اس شرط کے ساتھ میرے نزدیک جائز ہے کہ وہ طالب علم عشر وزکوۃ کا مصرف ہو یعنی فقیر ومسکین ہو۔ اگر یہ طالب علم فقیر ومسکین نہیں ہے بلکہ غنی ہے بسبب اس کے وہ خود صاحب نصاب زکوۃ ہے یا اس کے والدین ایسے غنی ہیں کہ مدرسہ میں اس کے کھانے اورکپڑے وغیرہ ضروری اخراجات کے متحمل ہوسکتے ہیں تو ایسے طالب علم پر عشر وزکوۃ وغیرہ خرچ کرنا ہرگز جائز نہیں۔

میں آپ کو تفصیل لکھ چکا ہوں کہ میرے نزدیک تعمیر مدرسہ وتنخواہ ملازمین مدرسہ اوراصحاب نصاب علماء طلباء نہ فی سبیل اللہ میں داخل ہیں اورنہ عاملین میں۔ پس علماء طلباء اگر فقیر مسکین ہیں تو زکوۃ وعشر کے مصرف ہیں اور مصرف ہونے کی حیثیت سے ان رقوم کا ان پر خرچ کرنا جائز ہے اوراگر غنی ہیں تو نہ ان کو دینا جائز ہے اورنہ ان کے لئے اس لینا جائز ہے۔ پس جب مصرف ہونے میں محض اسلام اورفقر ومسکنت کا اعتبار ہے تو عشر وزکوۃ کی رقم جس طرح ایک دینی علوم کو حاصل کرنے والے غریب طالب علم پر خرچ کرنی جائز ہے اسی طرح دنیا میں جائز علوم حاصل کرنے والے مسلمان غریب متعلم پر خرچ کرنی جائز ہے۔ البتہ اولی اول الذکر پر خرچ کرنا ہے اورجن لوگوں (بعض مجهول فقہا اورموجود دور کے بعض مجتہدین اورامیر یمانی ونواب بھوپالی وسید رشید رضا وآزاد صاحب) کے نزدیک دینی مدرسہ اورعلماء طلبا فی سبیل اللہ میں داخل ہیں یا عاملین کے حکم میں ہیں۔ ان کے نزدیک

صرف دنیاوی علوم حاصل کرنے والے طالب علم پر زکوۃ و عشر خرچ کرنا جائز نہیں ہوگا دینی مدرسہ کے اس مدرس کی تنخواہ میں صرف کرنا جائز ہوگا جس کے ذمہ صرف دنیاوی علوم کی تعلیم ہو۔ ہاں اگر مدرسہ میں مقصود بالذات دینی تعلیم ہو اور ضمنا دنیاوی تعلیم کا بھی انتظام کر دیا گیا اور استاد کے ذمہ اسباق کے ساتھ بعض دنیاوی علوم کے اسباق بھی ہوں اور طالب علم کا اصل مقصود دینی علوم کی تحصیل ہو اور جزوی طور پر دنیاوی وفنون کے اسباق پڑھتا ہو تو اس صورت یسان سب افراد مذکورین پر گروہ ثانی نزدیک عشر و زکوۃ کا خرچ کرنا جائز ہوگا۔

(2) اگر یہ طالب علم غنی نہیں ہے بلکہ فقیر و مسکین ہے تو اس کا مدرسہ میں داخل کر کے اس پر زکوۃ و عشر خرچ کرنا میرے نزدیک جائز ہے اور اگر وہ صاحب نصاب ہے یا اس کے والدین اور س کے تمام اخراجات کا انتظام کر سکتے ہیں تو اس پر زکوۃ و عشر خرچ ہر گز جائز نہیں۔ کیونکہ وہ زکوۃ کا مصرف نہیں ہے اور اگر وہ ثانی کے نزدیک اس طالب علم پر زکوۃ و عشر اوس صورت میں جائز ہوگا جب کہ اوس کا مقصود اصلی دینی علوم کا سیکھنا اور دینی تربیت حاصل کرنا ہو اور دنیاوی علوم کا پڑھنا ضمنی اور جزوی مقصود اصلی نہ ہو کیوں کہ اس صورت میں وہ فی سبیل اللہ کا مصداق ہوگا اور اگر مقصود اصلی اور س کا یا اوس کے والدین محض دنیاوی علوم کا سیکھنا ہے اور دینی علوم کا حاصل کرنا مقصود اصلی نہیں بلکہ محض اس غرض سے ہے کہ اوس کو رہنے سہنے کھانے پینے کا انتظام ہو جائے تو اس پر عشر و زکوۃ کا خرچ کرنا درست نہیں ہوگا واللہ اعلم۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔ کتاب الزکاۃ

صفحہ نمبر 67

محدث فتویٰ